جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائیاں، جہلم میں ہونے والی شہادت، سارا پاکستان مظلوم ہے اس کے لئے دعا اور ہمدردی کی نصیحت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ رفروری ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۲﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ
كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۴﴾

(المنافقون: ۲-۴)

اور پھر فرمایا:

پاکستان میں جو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیزی کی اور افترا پردازی کی اور اشاعت فحش کی مہم حکومت کے سائے تلے علماء کی طرف سے چلائی جارہی ہے۔ اس میں وقتاً فوقتاً تیزی بھی آجاتی ہے اور علاقے بھی مختلف وقتوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی سندھ کو خاص طور پر اپنی

مذموم سازشوں کے لئے نشانہ بنایا جاتا ہے، خاص علاقوں کو چنا جاتا ہے۔ ایک منظّم طریق پر ان مخصوص علاقوں میں شرارت کو ہوا دی جاتی ہے۔ کبھی صوبہ سرحد میں، کبھی بلوچستان میں، کبھی پنجاب میں اور یہ ساری سازش اس طریق پر وقتاً فوقتاً عمل دکھاتی ہے کہ صاف پتا چلتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی سازشی دماغ کام کر رہے ہیں، منصوبہ بنا رہے ہیں اور کام کو سنبھال کر باقاعدہ ایک منظّم طریق پر آگے بڑھانے کے لئے کچھ خاص کارکن استعمال کئے جاتے ہیں اور کسی جگہ بھی جہاں بھی یہ مہم تیزی دکھاتی ہے وہاں عوامی جوش اس میں کوئی نظر نہیں آتا۔ کاغذی جوش بہت دکھائی دے گا۔ اخبارات میں بہت شور پڑے گا، علماء کی طرف سے احتجاجی Resolutions پاس کئے جاتے ہیں جو شائع کئے جاتے ہیں اور فضا ایسی بنتی ہوئی دکھائی جاتی ہے اخباروں میں گویا کہ سارے ملک میں آگ لگ گئی ہے اور اشتعال پیدا ہو گیا ہے اور شدید ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے حالانکہ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے سارا ملک پرسکون ہے۔ جتنی بھی ہنگامہ آرائیاں ہیں وہ جماعت احمدیہ کے سوا اور مضامین پر ہیں۔ وہ سیاسی نفرتوں کے نتیجے میں ہیں یا علاقائی نفرتوں کے نتیجے میں ہیں یا لسانی نفرتوں کے نتیجے میں ہیں بہرحال کوئی بھی وجہ ہو جو حقیقی اشتعال واقعۃً ملک میں دکھائی دیتا ہے اس کا جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں ہے۔ ہاں ایک بنایا ہوا کاغذی اشتعال ہے جو حکومت کی سرپرستی میں باقاعدہ منصوبے کے مطابق پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

چنانچہ جتنے بھی شہداء ہوئے ہیں جماعت احمدیہ کے اس دور میں گزشتہ ادوار کے برعکس یہ سارے نہایت ہی سفّاکانہ سازشی قتل کہلا سکتے ہیں عوامی جوش کے نتیجے میں کوئی ایک بھی شہید نہیں ہوا۔ آپ ساری گزشتہ چند سالوں کی تاریخ پر ایک ایک شہید کے حالات پر غور کریں تو آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا شہید نہیں ہے جس سے آپ کہہ سکیں کہ عوامی اشتعال کے نتیجے میں ہنگامہ آرائی ہوئی اور اس کے نتیجے میں دونوں طرف سے لڑائی ہوئی اور ایک آدمی شہید ہو گیا یا ایک شریک نے غلبہ پایا اور دوسرے نے مدافعت نہ کی، ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ تمام شہادتیں صاف نظر آرہا ہے کہ قتل کے منصوبے ہیں اور چھپ کر قتل کئے گئے ہیں اور جن علاقوں میں قتل ہوئے ہیں وہاں لوگوں نے شدید نفرت کا اظہار کیا ہے ان ظالمانہ قتلوں کے خلاف۔ بعض جگہ باقاعدہ Resolutions بھی پیش کئے گئے بعض جگہ وکلاء کی طرف سے، بعض جگہ تاجروں کی طرف سے اور بعض علاقوں میں احمدی

کی شہادت کے نتیجے میں بازار بند کئے گئے۔ کون دنیا کا جاہل اور پاگل ہوگا جو اس قسم کے قتلوں کو عوامی اشتعال کے نتیجے کے قتل قرار دے سکتا ہے۔ صاف پتا چلتا ہے کہ حکومت باہر کی دنیا میں ان ذلیل حرکتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ ظاہر کرنے کی خاطر کہ حکومت کا تو کوئی بھی قصور نہیں حکومت تو چاہتی ہے کہ احمدیوں کی جان و مال کی حفاظت ہو مگر اس قدر شدید اشتعال ہے ان کے خلاف کہ ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ اثر ڈالنے کی خاطر اخباری اشتعال انگیزی کے قصے اور کاغذی فسادات کے ذکر وہ اپنے ملک میں بھی پھیلاتے رہتے ہیں اور بیرون ملک بھی یہی خبریں بھیجتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہر قتل ایک واضح سازش کا نتیجہ ہے جس میں حکومت کی سرپرستی قطعی طور پر شامل ہے۔ ورنہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اتنے قتل ہوں ظالمانہ اور کسی قاتل کو نہ پکڑا جائے اور اگر کوئی پکڑا جائے تو اسے یہ کہہ کر بعد میں چھوڑ دیا جائے کہ اس سے **نعوذ باللہ من ذالک** رسول اللہ ﷺ کی گستاخی برداشت نہیں ہوئی تھی چونکہ احمدی نے گستاخی کی تھی اس لئے اس کو قتل کر دیا گیا اور اگر دفاعی طور پر احمدی سے کسی کا جانی نقصان ہو جبکہ وہ حملہ آور ہو، گھر میں گھس کر ظلم کی رُو سے تشدد کر رہا ہو تو اس کے خلاف اتنا بڑا ہنگامہ برپا کیا جاتا ہے کہ گویا ملک میں سب سے بڑا فتنہ اور فساد وہی تھا اس سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ ہو ہی نہیں سکتا اور بڑے بڑے فتنوں کو تو اب اتنا دبایا جا رہا کہ جو وہاں سے خبریں آرہی ہیں حقیقی فتنوں کو، اخباروں میں جو چھپتی ہیں آنے والے لوگ بتاتے ہیں کہ یہ تو کچھ ہیں جو چھپ رہی ہیں اب تو عادت پڑ گئی ہے ملک کو بدنظمی کی اور فساد کی اور روز مرّہ کے فساد تو اب قابل ذکر ہی نہیں سمجھے جا رہے۔ تو ان دونوں موازنوں میں خدا کی ایک تقدیر کام کر رہی ہے۔ بالکل کھلا کھلا خدا کا ہاتھ دکھائی دے رہا ہے۔ جتنا یہ جماعت احمدیہ پر ظلم کرتے ہیں اور اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ملک میں فساد ہے خدا تعالیٰ کی تقدیر عملاً اتنا ہی فساد برپا کرتی ہے اور کوئی ان کا اختیار نہیں ہے کہ اس کو روک سکے۔ نہ بھی چاہیں تو تب بھی وہ اخباروں میں وہ باتیں اچھلتی ہیں اور دنیا میں ان کی تشہیر ہوتی ہے اور اب تو اتنی زیادہ بدامنی ہو چکی ہے کہ پاکستان سے جو گزشتہ چند دنوں میں آنے والے ملے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ہم اتنی مدت کے بعد وہاں گئے ہیں حیران رہ گئے ہیں یہ ملک پہچانا نہیں جاتا کسی کو تحفظ کا احساس نہیں رہا، کسی کو یہ یقین نہیں ہے کہ عزتیں محفوظ ہیں اس ملک میں۔ تاجر تجارتوں سے خوفزدہ ہیں، سارے ملک میں ایک بدامنی ہے اور کچھ پتا نہیں کہ خطرہ کہاں سے ہے، کس طرف سے آرہا ہے لیکن حالات

بعض لوگوں پر واضح بھی ہو رہے ہیں بعض زبانیں وہ باتیں بیان بھی کرنے لگی ہیں جو پہلے کسی زمانے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھیں، سوچ بھی نہیں سکتے تھے لوگ کہ بڑی بڑی مجالس میں ایسی باتیں ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ کراچی سے ایک ہمارے احمدی دوست کا خط ملا کہ ایک بہت بڑی شادی کی دعوت میں جس میں کراچی کے تمام چوٹی کے معززین اہل علم بھی اور تاجر بھی اور وکلاء بھی اور ہر قسم کے معززین جو دنیا کے پیمانے میں معزز کہلاتے ہیں وہ جمع تھے اور وہاں بھری مجلس میں ایک صحافی نے جس کا یہاں نام لینا مناسب نہیں اس نے کہا یہ جو ظلم ہو رہے ہیں سارے کراچی میں اور اندھیر نگری پھیلی ہوئی ہے تم لوگ کیوں محسوس نہیں کرتے یہ سارا ظلم اس ظلم کی سزا ہے جو تم نے جماعت احمدیہ پہ روا رکھا ہے اور یہ خدا کی تقدیر کی طرف سے عذاب الٰہی ہے اور اس کے جواب میں ایک زبان نے بھی انکار نہیں کیا سارے خاموش ہو گئے۔ وہاں جماعت اسلامی کے کٹر ممبران بھی موجود تھے چوٹی کے کیونکہ بڑے آدمیوں کی دعوت میں ہر قسم کے بڑے آدمی ہی بلائے جاتے ہیں عموماً بلکہ ایک عالم دین نے جو عالم دین بھی ہیں اور ایک صحافی بھی انہوں نے اس کی تائید کی۔ انہوں نے کہا واقعی یہ ظلم ہے اور ہمیں کوئی حق ہی نہیں تھا جو ہم نے ان کے ساتھ کیا ہے اس کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے، قطعاً غلط ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جن کو نظر نہ آرہا ہو ان کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں وہ اپنے ظلم میں رکنے کی بجائے آگے بڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔

چنانچہ آج ہی صبح پاکستان سے سوہاوہ ضلع جہلم سے ایک شہادت کی اطلاع ملی ہے جو ہمارے ایک نہایت مخلص نوجوان غلام ظہیر کی شہادت ہے یہ تقریباً تین سال ہوئے احمدی ہوئے اور ایسے صادق القول اور صادق الفعل نوجوان تھے کہ ان کے متعلق مجھے بعض جو ان کے ملنے والے تھے لکھا کہ ان کو نکالنا چاہئے وہاں سے ان کو شدید خطرہ ہے بار بار قتل کی دھمکیاں ملتی ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں کھلم کھلا، کلمہ لگا کر پھرتے ہیں اور جب کہا جاتا ہے کہ جگہ چھوڑ و تو کہتے ہیں ہرگز نہیں میں نے چھوڑنی۔ چھوٹی سی کریانے کی دکان جس کی بکری بھی کم ہونی شروع ہوگئی اس مخالفت کے دور کی وجہ سے لیکن باوجود علاقے کے دوسرے معزز احمدیوں کے اور واقفوں کے سمجھانے کے ایسا بہادر نوجوان تھا اس نے کہا ہرگز کبھی میں نے یہ جگہ نہیں چھوڑنی اسی دکان پہ گزارہ کروں گا اور جو بھی ہوگا مجھے

خدا تعالیٰ نے نورِ ہدایت عطا فرمایا ہے اور میں اس سے علاقے کو یہ نور پہنچاتا رہوں گا۔ چنانچہ ان کی شہادت بھی ہمارے لحاظ سے تو ایک بہت ہی عظیم شہادت ہے ان کے لحاظ سے بھی یہ خدا تعالیٰ کا ایک بڑا عظیم فضل ہے جو ان پر نازل ہوا لیکن جہاں تک دشمن کا تعلق ہے وہی کمینگی، وہی سفلہ پن اس قتل میں بھی پایا جاتا ہے۔ رات کو ان کے گھر کی بجلی بجھائی گئی اور انہوں نے باہر نکل کے دیکھنا چاہا کہ کیا بات ہے بجلی کیوں بجھی اور دروازہ کھولا تو وہیں گولی مار کر شہید کر دیا، موقع پر ہی ان کی شہادت ہوگئی۔

تو اس کو عوامی اشتعال کیسے کہہ سکتے ہیں یہ تو قتل کی ایک باقاعدہ ایک سلسلہ وار سازش ہے جو جہاں جہاں بھی فوکس (Focus) ان کا بدلتا ہے جہاں جہاں یہ فسادات کے لئے منظّم ہو کر تیار ہو کر کوشش کرنا چاہتے ہیں وہاں ایسی حرکتیں کروا رہے ہیں اور بہت سے قتلوں کے انداز سے لگتا ہے کہ پیشہ ور قاتل استعمال ہوتے ہیں اور وہاں تو آجکل جان کی کوئی بڑی قیمت نہیں ہے اس لئے چند ہزار میں بھی آسانی کے ساتھ ایسے قاتل مہیا ہو سکتے ہیں جن کو خصوصاً یہ ضمانت مل جائے کہ کوئی پکڑا نہیں جائے گا کوئی سزا نہیں ہوگی اور اگر پکڑا گیا تو ایک عظیم الشان ہیرو کے طور پر ساری دنیا میں نام اچھالا جائے گا اور اس کے بعد موت کے ہاتھوں سے چھین لیا جائے گا واپس لیکن یہ بے وقوفی ہے موت تو وہی ہے جو خدا کی طرف سے وارد ہوتی ہے اور زندگی بھی وہی ہے جو اس کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ وہ لوگ تو مردہ ہو چکے جنہوں نے مردوں والے کام شروع کر دیئے اور جن کو یہ مارتے ہیں ان کی زندگی کی خدا شہادت دے رہا ہے اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے۔

کتنے ہیں انسان جو زندہ رہتے ہیں بظاہر لیکن زندوں سے بہت زیادہ مردوں کے مشابہ زندگی گزار رہے ہیں۔ بہت خوش نصیب کم ہیں وہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زندہ ہیں اور ایسے زندہ ہیں کہ کبھی کوئی ان کو مار نہیں سکتا۔ تو ان ابدی زندہ رہنے والوں میں جو امر ہو گئے جن کے اوپر کبھی کوئی موت آ نہیں سکتی جو آئی اس کا نام بھی خدا نے زندگی رکھا، ایک ہی موت آیا کرتی ہے انسان پر اور اس کا نام خدا نے زندگی رکھ دیا ایسے شخص کی زندگی پھر کون چھین سکتا ہے یہ تو یقیناً خوش نصیب ہیں لیکن ان کی محبت ان کے پیار کی وجہ سے ان کی جدائی کا دکھ بھی پہنچتا ہے اور ایسے ظالم دشمن کے متعلق طبیعت پہ ایک بوجھ بھی پڑتا ہے۔

ابھی گزشتہ خطبہ میں میں نے دعاؤں کی تحریک کی تھی مظالم کے باوجود، جب یہ

واقعہ سنا تو خود میرے دل پہ بوجھ پڑا اور دعا کے لئے تھوڑی دیر کے لئے روک پیدا ہوئی لیکن کیونکہ اس لئے کہ دعا میں تو سچائی ہونی چاہئے اگر سچائی کے ساتھ دعا نہ نکلے کسی قوم کے لئے تو پھر ایسی دعا تو خدا کے نزدیک کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ انسان کے اپنے ضمیر کو گندہ کر دیتی ہے۔ جھوٹ خدا سے تو بولا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ خدا سے رحم مانگیں اور دل میں سختی پیدا ہو چکی ہو اور دل تکلیف کی وجہ سے مجبور ہو کہ دعا نہ کر سکے تو ایسی صورت میں آدمی کیسے وہ دعا کر سکتا ہے دوسروں کو کیسے تلقین کر سکتا ہے۔

تو میں نے پھر اس مسئلہ پر غور کیا اور سارے پہلو اس کے دیکھے تو میں نے سوچا کہ اس کے باوجود مجھے جماعت کو یہی تلقین کرنی چاہئے اور میرا دل بھی پھر بعد میں کھل گیا دعا کے لئے کہ ایسے ظالم کم ہیں اسی لئے میں نے یہ تمہید باندھی ہے لمبی کہ اکثریت پاکستان کی ان جرائم میں شریک نہیں ہے ورنہ کبھی پاکستان کو اتنا بڑا موقع نہیں ملا تھا کہ حکومت کھلم کھلا احمدیوں کے قتل و غارت کی تلقین کر رہی ہو اور جتنے قتل ہوں وہ مثالیں بن چکے ہوں اس بات کی کہ کبھی پوچھے نہیں جائیں گے اور اس کے باوجود اس سارے کئی سال کے عرصے میں گنتی کے چند قتل ہیں۔ اٹھارہ یا انیس شہادتیں بنتی ہیں جبکہ جو فوری طور پر ہنگامی جوش میں فسادات ہوتے ہیں ان میں ایک ہمیں اپنی گزشتہ تاریخوں میں مہینے دو مہینے کے اندر اندر تیس چالیس تک شہادتیں پہنچ جایا کرتی تھیں بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی کم عرصے میں ایک ہفتے کے اندر اندر اتنی شہادتیں ہو جاتی رہی ہیں۔

اس لئے یہ ساری بات اگر آپ غور کریں تو ہمیں یہی پیغام دیتی ہے کہ پاکستان ملک مظلوم ہے، پاکستانی خود مظلوم ہیں، ان کی بھاری اکثریت بے چاری بہت ہی پراگندہ حال میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ ایسے غرباء ہیں جن کو سر ڈھانکنے کو کپڑا نہیں ملتا ایسی عورتیں ہیں۔ ایسے غریب مسکین لوگ ہیں جن کو سونے کے لئے چھت میسّر نہیں ہے، سردیوں میں کپڑے نہیں ملتے بدن ڈھانکنے کے لئے گرمیوں میں سایہ نہیں ملتا، دن کو دھوپ اور مکھیوں کا عذاب، رات کو مچھروں کا عذاب اور پھر اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بخار، گندے پانی بعض جگہ پانی بھی میسّر نہیں۔ ایسے ایسے خوفناک علاقے ہیں کراچی اور لاہور وغیرہ میں خصوصاً کراچی میں کہ آپ وہاں سے گزر جائیں اور دیکھیں کہ کس طرح خدا کے بندے زندگی بسر کر رہے ہیں تو بدن کانپ اٹھتا ہے ان کی حالت پر، لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ایسے گندے نالوں میں رہ رہے ہیں بے چارے جن کو جب سیلاب آئے تو انہی گندے نالوں میں

غرق کر دیتا ہے یا ان کے سارے کپڑے یا جو بھی ان کے پاس غریبانہ سامان ہوتے ہیں سب بہا کے لے جاتا ہے اور بہت ہی گندی حالت ہے اور بہت ہی تکلیف میں زندگی بسر کرنے والے ہیں۔ ہیضے اور وبائیں پھوٹتی ہیں تو وہیں انہیں بے چاروں کے اوپر۔ دیہات میں بھی غربت کا یہ عالم ہے کہ جو ایک طبقہ غریب ہے ان کا پرسانِ حال ہی کوئی نہیں ہے، فاقہ کر رہے ہیں تو کسی کو پتہ ہی نہیں کہ گھروں میں فاقہ پڑ رہا ہے اور پھر عزتیں بیچی جا رہی ہیں چھوٹے قصبات میں کثرت سے اور بالکل بے اختیاری اور مجبوری کی حالت ہے اس کے اوپر چوری، اس کے اوپر ڈاکہ اس کے باوجود ان سب تکلیفوں کے پھر ظلم کوئی اور کرتا ہے اور چند لوگ جو بے سہارا ہیں جن کی پولیس میں سفارش نہیں ہے ان کو پکڑ کے گھسیٹ کے تھانوں میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ سارے حالات ہیں ان پر بھی تو نظر کریں۔ جتنی شہادتیں احمدیوں کی ہوئی ہیں اس کے مقابل پر لاکھوں گنا زیادہ دکھ ہے جو سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور ان شہادتوں کے بعد پھر اور زیادہ خدا تعالیٰ کا عذاب بھی ظاہر ہو رہا ہے اور لوگ مختلف مصیبتوں اور تکلیفوں میں پکڑے بھی جا رہے ہیں۔ تو بددعا کے حقدار تو نہیں ہیں یہ لوگ، رحم کے مستحق ہیں، دعاؤں کے محتاج ہیں۔

پس اپنی تکلیف کو ان کی تکلیفوں کے ساتھ شامل کر کے ساری قوم کے لئے دعا مانگیں ہاں جو چند بد بخت ہیں ان کے لئے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا اور جس طرح آنحضرت ﷺ نے بھی آئمۃ الکافرین کے لئے، آئمۃ التکفیر کے لئے بددعا کی ہے ایسے چند بدبختوں کے لئے جن کے دل سخت ہو گئے اور سخت ہوتے چلے جا رہے ہیں ان میں کوئی حیاء باقی نہیں رہی اپنا اگر جوش نکالنا ہے بددعا کا تو ان پر بے شک نکال لیں لیکن قوم کو اپنی بددعا میں شامل نہ کریں بلکہ قوم کیلئے پہلے سے زیادہ دعائیں کریں اور زیادہ درد کے ساتھ دعائیں کریں۔

ان سارے حالات پر نظر کریں پھر آپ کا دل واقعۃً دعا کے لئے مائل ہوگا ورنہ بغیر سوچے صرف اس لئے کہ میں نے کہہ دیا دعا کریں آپ دعا شروع کر دیں یہ ہو نہیں سکتا، تبھی میں نے اپنی سوچ میں آپ کو شامل کیا ہے، آپ کو بتایا ہے، مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے کہ واقعۃً یہ قوم قابل رحم ہے، نہایت دردناک حالات ہیں۔ جہاں جہاں احمدی جماعتیں ہیں وہاں آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ باوجود جماعت کی کوششوں کے پھر بھی کچھ نہ کچھ دکھ رہ جاتے ہیں اور باقی سارے شہر سارے

قصبے بے سہارا ہیں۔ ہمارے ہاں یتیموں کے لئے سہاروں کا انتظام ہے۔ ان کے گزارے لگے ہوئے ہیں ان کی تعلیم کا انتظام ہے۔ بیواؤں کے لئے سر ڈھانپنے کا انتظام ہے، بے گھروں کے لئے گھر مہیّا کرنے کے انتظامات ہیں جتنی بھی جماعت کی طرف سے توفیق ہے۔ گندم دی جاتی ہے سالانہ اور ضرورتیں گرمیوں کی بھی پوری کی جاتی ہیں سردیوں کی بھی پوری کی جاتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ جتنی بدحالی ہے اقتصادی لحاظ سے ہمیں توفیق نہیں ہے کہ کم سے کم بنیادی معیار پوری طرح مہیّا کر سکیں لیکن اللہ کے فضل کے ساتھ کوئی آدمی بے سہارا نہیں ہے۔ ایک دور دراز قصبے سے یا ایک چھوٹے سے گاؤں سے بعض دفعہ ایک یتیم کی ایک بیوہ کی دردناک آواز یہاں تک پہنچتی ہے اور اسی وقت جماعت حرکت میں آتی ہے اور اسی وقت لوگ پہنچتے ہیں، بڑے بڑے لمبے سفر کر کے پہنچتے ہیں کہ تم نے خلیفہ وقت کو کیا لکھا تھا جس کی وجہ سے ہمیں یہ بے قرار پیغام پہنچا ہے کہ جاؤ اور اس کی ضرورت کو پورا کرو۔ ان بے چاروں کا کون ہے؟ کون ان کا سہارا ہے؟ کون ان کا نگہداشت کرنے والا ہے؟ کون پوچھنے والا ہے؟ ساتھ کے گھر میں ظلم ہو رہا ہے اور سفّا کی ہو رہی ہے اور کوئی نہیں جس کے دل میں ادنیٰ سی بھی حرکت پیدا ہوئی ہو، رحم پیدا ہوا ہو۔ سارا ملک ظلم کا شکار ہے چل رہے ہیں اسی طرح۔ تو اس کے بعد آپ کی بددعائیں لگیں اس قوم کو تو یہ تو بڑا ظلم ہے۔

ایسے دردناک واقعات پر اپنے آپ کو سنبھالا کریں غور کیا کریں کہ آپ رحم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: ۱۱۰) تم وہ بہترین امت ہو جس کو بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خدا تعالیٰ نے نکالا ہے اور وہی اُمت ہو جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قائم کردہ امت ہے اس لئے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (الشعراء: ۴) کا لحاظ کیا کرو۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو دشمنوں کی ہلاکت کے خبر سے بھی انتہائی دردمند ہو جایا کرتے تھے۔ اس لئے اپنے اس پاک جذبے کی حفاظت کرو جو سنت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نتیجے میں تمہیں عطا ہوا ہے۔ ان دلوں کی حفاظت کرو جن میں سفّا کی نہیں ہے بلکہ رحم ہے اور یہی تمہاری شخصیت ہے جو آئندہ تمہاری زندگی کی ضامن بنے گی۔ یہی وہ شخصیت ہے جس شخصیت کو خدا کبھی ضائع نہیں ہونے دیا کرتا۔ اگر ادنیٰ انتقامات کے لئے تم نے عمومی طور پر بنی نوع انسان کی ہمدردی چھوڑ دی اور بے تعلق ہو گئے اور سفّا کی پر خوش ہونا شروع

ہو گئے تو پھر تمہاری اپنی بھی کوئی ضمانت نہیں ہے، تم انہی لوگوں میں سے ایک بن جاؤ گے۔

اس لئے یہ جہاں تک درد کا تعلق ہے درد اپنی جگہ ہے مگر اس درد کے حصے دار بہت ہیں۔ صرف جماعت کے مظلوم نہیں ہیں سارے پاکستان کے مظلوم ہیں، ساری دنیا کے مظلوم ہیں۔ افریقہ میں بھی جگہ جگہ جہاں جہاں جماعتیں ہیں وہاں یہ نظام قائم ہے کہ لوگ اپنی تکلیفیں ہمیں بھیجتے ہیں لکھ کے پتا لگ رہا ہے کہ انسانیت کا کیا حال ہے کتنے دکھوں میں بس رہی ہے اور جب حتی المقدور کوشش کی جاتی ہے تو احمدی محسوس کرتا ہے کہ اس کے سر پر کوئی ہاتھ ہے کوئی سہارا ہے خدا کے فضل کا اور غیر احمدیوں میں بھی اب یہ بات پھیلتی چلی جارہی ہے اور وہ اپنی مصیبت کے وقت لکھنے لگ گئے ہیں ہر طرف سے۔ ان کو یہ پتا ہے کہ اگر سچی ہمدردی ہے کسی جماعت میں تو اسی میں ہے ہندو بھی لکھتے ہیں بعض۔ یعنی بھوپال میں جو واقعہ گزرا اس کے اوپر ایک ہندو نوجوان کا خط آیا پتا نہیں کہاں سے وہ لوگ پتا کر لیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ ذرائع بنا دیتا ہے ان تک بات پہنچانے کے کہ میں اس مصیبت میں ہوں اس تکلیف میں ہوں میرا خیال کیا جائے۔ ایک نہیں کئی ہندو ہیں ایسے اور سکھ ہیں بعض جنہوں نے اپنی مصیبتیں اپنی تکلیفیں لکھیں بعض تو بے چارے صرف دعا کے لئے لکھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ ایک دعا کرنے کی جگہ ہے ہمارے لئے اور بعض پھر تکلیفیں ظاہر کر کے مدد کے لئے بھی لکھتے ہیں اور جہاں تک جماعت کو توفیق ہے مذہب کی تفریق کئے بغیر مدد کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ **تو خدا نے آپ کو بنایا ہے ان چیزوں کے لئے، بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ ظلم اور سفّا کی کے لئے نہیں بنایا۔ اس لئے اپنی شخصیت کو نہ تبدیل ہونے دیں۔** وہ مثال ایک دفعہ میں نے پہلے بھی ایک موقع پر دی تھی اب پھر دیتا ہوں، بڑی موقع اور محل کی مثال ہے۔

کہتے ہیں ایک گائے دریا پار کر رہی تھی تیرتے ہوئے تو ایک بچّھو اس کی دُم پر آ کے بیٹھ گیا اور وہ ڈوبنے لگا تھا اس کو قریب دُم نظر آئی اس کی دُم تک پہنچا اس کے سہارے وہ دریا پار کر گیا۔ جب اس نے دُم کنارے سے لگا کر بچّھو کو اتارا تو اس نے اترنے سے پہلے اس کو ڈس لیا۔ کہانی کی زبان میں جانور بھی باتیں کرتے ہیں یہ تمثیل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں وہاں خرگوش ایک بیٹھا ہوا تھا اس نے گائے سے کہا تم بڑی بے وقوف ہو اتنا احمق جانور میں نے نہیں دیکھا، بچّھو کو تم نے نجات دی؟ بچّھو کو اُٹھا کر دریا پار کروایا؟ اس کا یہی نتیجہ نکلنا تھا اس نے ڈنگ مارا ہے تمہیں۔ گائے نے کہا

میں احمق نہیں ہوں، میں مجبور ہوں میرے خدا نے مجھے بنایا ایسا ہے اور اس کو ایسا ہی بنایا تھا یہ بھی مجبور ہے، اس کا کام ہے اس کی فطرت میں ہے کہ یہ ڈنگ مارے گا اور مارتا چلا جائے گا۔ میری فطرت میں خدا نے یہ رکھا ہے میں دودھ پلاؤں، بنی نوع انسان کی خدمت کروں، ان کے ہل چلاؤں، ان کے رزق کے سارے انتظام کروں اور پھر آخر خود بھی قربان ہو کر اپنا گوشت بھی بنی نوع انسان کے لئے پیش کر دوں تو میری فطرت میں جب خدا نے یہ رکھ دیا ہے تو میں کون ہوں جو اس فطرت کو بدل دوں۔

تو تمہاری فطرت ایک گائے سے لاکھوں گنا زیادہ ہے بنی نوع انسان کے افادے اور بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ امت محمد یہ ہو۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ جو رحمۃ للعالمین ہیں ان کی طرف منسوب ہونے والے ہو اس لئے اپنی فطرت کی حفاظت کرو یہ سب سے بڑا خزانہ ہے جو آج اس دنیا میں دوبارہ آسمان سے نازل ہوا اور تم پر نازل ہوا، تم پر نازل ہوا۔ خدا کی قسم سب سے بڑا انعام دنیا میں جو کسی قوم کو مل سکتا تھا وہ یہی تھا کہ خدا نے پاک خو فطرت والے جو محمد مصطفی ﷺ کی فطرت پر چلنے والے، وہ دوبارہ اس دنیا میں پیدا کر دیئے ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج کے جنازوں میں سرفہرست تو یہی ہمارے نہایت ہی پیارے عزیز غلام ظہیر شہید کا جنازہ ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی بعض جنازے ہیں جو جنازہ غائب پڑھنے والے۔ ایک ان میں سے چوہدری صلاح الدین صاحب سابق مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کی نماز جنازہ ہوگی۔ یہ بڑے لمبے عرصہ تک وقف زندگی کے طور پر خدمت دین پر فائز رہے اور صدر انجمن احمدیہ کے مشیر قانونی رہے اور پھر کسی انسانی لغزش ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے میں نے ان کو اس عہدے سے فارغ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتلا میں بہت ثابت قدم رہے اور ان کی سلسلہ کی وفاداری پہ کوئی آنچ نہیں آئی۔ اس کے ساتھ ایک اور دلچسپ واقعہ یہ بھی ہے کہ ان کے کسی رشتہ دار نے جوان کو شائد سمجھتا نہیں تھا پوری طرح مجھے یہ خط لکھا کہ ان کو معاف کر دینا چاہئے کیونکہ ان کا بڑا اثر ہے، ان کا خاندان بڑا وسیع ہے اور سارے خاندان پر برا اثر پڑے گا اس کا۔ تو میں نے اس کو لکھا کہ تم نہیں جانتے میں ان کو جانتا ہوں کوئی برا اثر نہیں پڑے گا اور اگر پڑے گا بھی تو میں پھر بزدل نہیں ہوں جو مجھے خدا تعالیٰ نے فیصلہ کرنے کی توفیق دی ہے وہ تو میں بہر حال کروں گا لیکن میں جانتا ہوں ان لوگوں کو اور اللہ تعالیٰ

نے وہ میری بات سچ کر دکھائی ان کی اولاد میں بعض پہلے سے بھی بڑھ کر خدا کے فضل سے فدائی ہو گئے اور بہت ہی عاشقانہ تعلق جماعت سے قائم تھا، قائم رہا بلکہ بڑھ گیا تو یہ جو ابتلاء میں ثابت قدم رہنے والے لوگ ہوتے ہیں یہ وفادار ہیں یہ زیادہ دعاؤں کے حقدار ہوتے ہیں۔اس لحاظ سے میں نے ذکر کیا کہ اگر چہ آخر وقت تک اس طرح باقاعدہ خدمت کا موقع تو نہیں ملا لیکن وقف کی روح کو انہوں نے زخمی نہیں ہونے دیا۔

پھر ایک ہمارے واقفِ زندگی مبلغ سلسلہ میر عبدالباسط صاحب کی اہلیہ عزیزہ طاہرہ بشریٰ صاحبہ ایک لمبے عرصہ تک کینسر کی وجہ سے بیمار رہ کر وفات پا گئیں ہیں۔ بہت ہی صابرہ خاتون تھیں اور بہت لمبی تکلیف دیکھی ہے لیکن بڑے صبر اور شکر کے ساتھ پھر انہوں نے گزارہ کیا ہے۔واقف زندگی کی بیوی کی حیثیت سے بھی بڑے صبر کے ساتھ ان کا ساتھ دیا۔ان کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ دو واقفین زندگی کی ہمشیرہ بھی ہیں ایک ان میں ہمارے مکرم صالح محمد صاحب بیلجیئم مشن کے (سابق) انچارج ہیں اور ایک حافظ برہان محمد صاحب مربی سلسلہ تو دو واقفینِ زندگی کی بہن اور ایک کی بیگم اور پھر خود بھی وقف کی روح رکھنے والی۔

اسی طرح تین اور جنازے ہیں۔مکرمہ زینت بی بی صاحبہ اہلیہ محمد صدیق صاحب۔ یہ ہمارے محمد ہارون صاحب جو لنڈن میں ہیں ان کی تائی تھیں۔

مکرم محمد حمید صاحب ان کے متعلق تفصیل سے میں نہیں جانتا مگر سارہ باسط صاحبہ ڈرگ روڈ کالونی کراچی کے بھائی تھے۔

عزیزہ فوزیہ مقبول عمر ڈیڑھ سال یہ مقبول احمد خان صاحب جو تحصیل شکر گڑھ کے امیر ہیں ان کی صاحبزادی ہیں ان کے خاندان پہ بھی اس لحاظ سے بڑا ابتلاء ہے اور بڑا ہی صبر کرنے والے خاندان ہے نوجوان بچے بھی فوت ہوئے اوپر تلے اور بیماری ایسی ہے کوئی جس کے نتیجے میں ڈاکٹر بے بس ہو جاتے ہیں کوئی خون کے اندر ایسی بیماری ہے کہ بعض دفعہ چھوٹی عمر میں اور بعض دفعہ جوان ہنستا کھیلتا بچہ بہت تھوڑا سا عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو جاتا ہے۔تو ان کے لئے تو خصوصیت سے جو باقی بچے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے اللہ اپنے فضل سے ان کو اعجازی شفا بخشے کیونکہ مقبول خان صاحب بہت ہی خلیق اور خدمت گزار اور منکسر مزاج اور بہت اچھے جماعت کے ایک خادم ہیں جن کا

ساری تحصیل میں بڑا اچھا اثر ہے۔

تو ان سب کی نماز جنازہ غائب، عزیزہ فوزیہ کی بھی۔ انشاء اللہ، آج تو عصر کا بھی ہمارے پاس وقت ہوگا الگ اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد پڑھائی جائے گی۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

یہ جو آیات میں نے تلاوت کی تھیں اس کا مقصد اور مضمون بیان کرنا تھا لیکن چونکہ شہادت کی اطلاع کی وجہ سے بہت سا وقت اس طرف خرچ ہو گیا اس لئے آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ جس مقصد سے یہ تلاوت کی گئی تھی اس مضمون کو واضح کروں گا۔